پاکستان: اقلیتی کمیشن کا قیام ــ ایک مسیحی جریدے کی نظر میں

[اقلیتی کمیشن کے قیام پر مسیحی جریدہ "شاداب" کا تبصرہ ذیل میں من وعن پیش کیا جاتا ہے۔
مدیر]

نگران حکومت نے جاتے جاتے عجلت میں قومی اقلیتی کمیشن کی تشکیل بھی کر دی تھی جس کا کام اقلیتوں کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کے حل کے لیے تجاویز اور سفارشات پیش کرنا قرار پایا۔ یہ تیرہ رکنی کمیشن سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہے جس میں سات اراکین مختلف اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں جن میں دو مسیحی دلشاد نجم الدین (سابق آئی - جی پولیس) اور رونلڈ ڈی سوزا انجینئر (گوانی نژاد پاکستانی)، دو ہندو گوردھان داس اور ایم پنجوانی (نمائندہ ہندو، کیلاش، کوہلی)، ایک پارسی ایس - آر - پونگر، ایک سکھ موہر سنگھ، ایک احمدی ملک قاسم الدین ہے۔ اس کے علاوہ ان غیر سرکاری ارکان میں دو مسلمان بھی شامل کیے گئے ہیں جن میں عاصمہ جہانگیر اور انصار برنی شامل ہیں جب کہ باقی اراکین سرکاری ہیں جن میں وفاقی سیکرٹری داخلہ، وفاقی سیکرٹری تعلیم، وفاقی سیکرٹری قانون و انصاف اور وفاقی سیکرٹری اقلیتی امور شامل ہیں جب کہ اس کمیشن کے انچارج وفاقی وزیر اقلیتی اُمور ہوں گے۔

"شاداب" کے کالموں میں ہم گزشتہ ۲۴ سال سے متعدد بار اقلیتوں کے مسائل کے حل کے لیے ایک با اختیار اقلیتی کمیشن کا مطالبہ کرتے رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہم نے ہمیشہ اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ وزارت اقلیتی امور اپنے قیام سے آج تک یعنی گزشتہ بیس سالوں میں مختلف حکومتوں اور وزراء کے عہد میں اقلیتوں کا ایک مسئلہ بھی حل نہیں کر سکی۔ اور نہ ہی اس کی کارکردگی کا کوئی پہلو کبھی اخباری سطح پر ہی سہی، سامنے آیا ہے۔ اس وزارت کے تحت ایک وفاقی اقلیتی مشاورتی کونسل بھی قائم ہے جس کا کام بھی وہی ہے جو اقلیتی وفاقی کمیشن کا بیان کیا گیا ہے۔ اس صورت حال میں ہم سمجھتے ہیں کہ وزارت اقلیتی امور جو قومی خزانہ پر محض ایک بوجھ ہے، اسے قطعی ختم کر دیا جائے کیوں کہ وہ گزشتہ بیس سالوں میں کوئی ایک قابلِ ذکر کارنامہ انجام نہیں دے سکی۔ اس کی جگہ قومی اقلیتی کمیشن کی ازسرِ نو تشکیل کی جائے اور اس میں ہر مکتبِ فکر اور شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے ہر صوبہ کے نمائندہ اور سرکردہ خواتین و حضرات کو نمائندگی دی جائے۔ (موجودہ اقلیتی کمیشن میں ایک

بھی اقلیتی خاتون کو نمائندگی نہیں دی گئی۔) اور اس کمیشن کو ہمسایہ ملک بھارت کے اقلیتی کمیشن کی طرح با اختیار بنایا جاوے اور حکومت کو اس کی سفارشات اور تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کا قانونی طور پر پابند کیا جائے۔ اسی صورت میں مطلوبہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں، بصورت دیگر یہ کمیشن بھی وزارت اقلیتی امور اور وفاقی اقلیتی مشاورتی کونسل کی طرح محض نمائشی اور بے کار، غیر مؤثر اور قومی خزانہ پر بوجھ بن کر رہ جائے گا۔ لہٰذا ہم موجودہ منتخب عوامی حکومت سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قومی اقلیتی کمیشن کی ازسرِ نو تشکیل کی جائے اور اسے متذکرہ بالا اصولی گزارشات کی روشنی میں تشکیل دیا جائے اور اس میں سرکاری اراکین کے علاوہ تمام اراکین صرف اقلیتی عوام میں سے لیے جائیں۔ اس میں دو مسلمان اراکین کی گنجائش نہ جانے کس کے ذہن کی پیداوار ہے جب کہ احمدی رکن کی موجودگی بھی محلِ نظر ہے۔ غیر اقلیتی اراکین کو کسی وجہ سے رکھنا ضروری ہو تو انہیں مبصّر اور کسی مشاورتی رکن کے طور پر رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر حکومت یہ محسوس کرے کہ وزارت اقلیتی امور سیاسی ہے تو اسے فعّال اور مؤثر بنانے پر بھی توجہ دینا ہوگی تاکہ اقلیتی عوام میں اس وزارت کی بے اثری اور بے عملی کا تاثر ختم ہو سکے۔ اُمید کرنا چاہیے کہ حکومت ہماری گزارشات کو شرفِ پذیرائی بخشے گی تاکہ اقلیتوں کے مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ کوششیں جاری رکھی جا سکیں۔ (پندرہ روزہ "شاداب" - لاہور، ۱۶-۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

انڈونیشیا: ویٹیکن کے زیرِ اہتمام مسیحی - مسلم مکالمے پر سیمینار کا انعقاد

انڈونیشیا کے صدر جناب سوہارتو نے ویٹیکن کو بتایا ہے کہ اُن کا ملک جنوب - مشرقی ایشیا کی اقوام میں مسیحی - مسلم مکالمے کے موضوع پر ہونے والے سیمینار کی میزبانی کے فرائض انجام دے گا۔ سیمینار کی میزبانی کے لیے ویٹیکن کی جانب سے درخواست کی گئی تھی۔ وزیر مذہبی امور جانب ترمذی طاہر کے بقول سیمینار کے انتظامات پر تبادلہ خیال کے لیے ویٹیکن کے سرکاری نمائندے کی آمد متوقع ہے۔ سیمینار اگلے سال کسی وقت منعقد ہوگا۔